8

عبادت کا
معنی و مفہوم

ابو عبداللہ

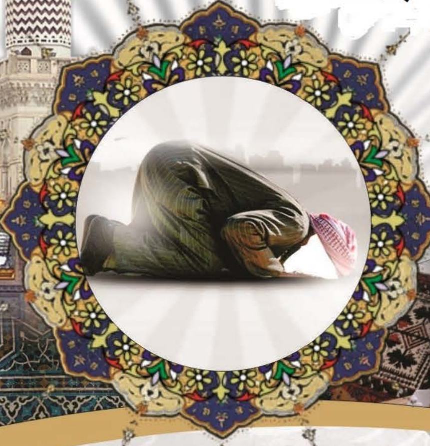

اہتمام و تعاون
انجینئر محمد ارشد

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن﴾ (الذٰریٰت :51 آیت:56)

''اورنہیں ہے جنوں اور انسانوں کوتخلیق کرنے کا مقصد سوائے اسکے کوئی اور کہ وہ میری عبادت کریں''

(۸)

عبادت کا معنی ومفہوم

(تمام مکاتبِ فکر کے لئے)

ابوعبداللہ

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتابچہ: عبادت کا معنی ومفہوم

تالیف: ابوعبداللہ

نظر ثانی: رضوان حیدر

اشاعت اول: اکتوبر، 2014، ذوالحج (۱۴۳۵ھ)

نوٹ

(۱)۔ دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے اگر کہیں کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہی ہوئی ہوگی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے، کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پر نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔ اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو انشاء اللہ ہم فوراً رجوع کریں گے۔ اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ (آمین)

(۲)۔ صالحین کا ادب واحترام ہم پر لازم ہے اور بالخصوص انبیاء علیہم السلام کی عزت وتوقیر ایمان کی شرط ہے۔ لہٰذا تصانیف میں ہم نے الفاظ کے چناؤ میں ہر ممکن ادب واحترام (Ethics) کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن شوشل میڈیا پر موجود مواد کو آسانی سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس ضمن میں ہمارے اس مواد میں کوئی بے ادبی پر مبنی قابل اعتراض الفاظ نظر آئیں، تو وہ یقیناً کسی نے ہماری تحریر میں تحریف کی ہوگی۔ لہٰذا اس صورت حال میں ہم سے تصدیق کرنا ضروری ہے۔

☆ چونکہ اس مسودہ کی پروف ریڈنگ ابھی پوری طرح سے نہیں ہوسکی، لہٰذا الفاظی غلطیوں کیلئے پیشگی معذرت۔

انتساب!

اللہ وحدہ لاشریک کے نام جو معبود برحق ہے، جس نے عدم سے کائنات کو وجود بخشا، ہر شے کی بقا کیلئے لوازم زندگی مہیا فرمائے، جسکے قبضہ وقدرت کی بدولت کائنات قائم و دائم ہے، جس نے ہمیں تخلیق کر کے بے شمار نعمتوں سے نوازا تاکہ ہم اسکی بندگی کریں۔

ہزاروں رحمتیں اور درود و سلام ہو اللہ کے برگزیدہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور بالخصوص اسکے پیارے حبیب جنابِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہوں نے اللہ کی بندگی کا حق ادا کیا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس پیغامِ بندگی کو کھول کر لوگوں تک پہنچایا۔

فہرست

تحریر کا مقصد..5

راہ ہدایت میں حائل ظالم شیطان کا بڑا حجاب........................6

باب ۱: اہمیت وضرورت..7

باب ۲: عبادت کا معنی ومفہوم..13

۔قرآن مجید میں لفظ عبادت کا اطلاق

۔ ائمہ لغت کے مطابق

۔ علماء اصحاب تفسیر کے مطابق

۔ مافوق الاسباب اور تحت الاسباب امور

۔ عبادت کی معراج

باب ۳ مخلوقات کی عزت وتکریم..26

باب ۴ عبادت اور اسکے تقاضے..34

خلاصہ عبادت..35

ہماری تحاریر..38

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على سيد الانبياء

و المرسلين و على آله و صحبه اجمعين اما بعد!

تحریر کا مقصد

تمام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ عبادت کا مستحق اللہ کے سوا کوئی اور نہیں۔ جب ہم کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت کے ساتھ مسلمان ہونے کا اقرار کرتے ہیں تو یہی گواہی دیتے ہیں کہ (لا الٰہ الا اللہ) اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

لیکن افسوس کہ اس اقرار کے باوجود لوگ ہواؤ ہوس کے مختلف بتوں کی پوجا میں ملوث نظر آتے ہیں۔ ظالم شیطان نے تصورِ عبادت کو دھندلا کرتے ہوئے لوگوں کو عبادت میں شراکت پر اکسا دیا ہے۔ عبادت کے معنی و مفہوم سے عدم واقفیت کی بنا پر لوگ اللہ کے سوا کسی نہ کسی شکل میں دوسروں کی عبادت میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ ہر وہ شکل یا کیفیت جس پر عبادت کا اطلاق ہو اس میں شراکت سے ہر ممکن بچنے کی ضرورت ہے۔ یہ تحریر اس بھنور سے نجات کی ایک کاوش ہے۔

یہ تحریر ان سلیم الفطرت مخلص لوگوں کیلئے ہے جو ظالم شیطان سے بچنا چاہتے ہیں، بات کو سمجھنا چاہتے ہیں نہ کہ انکے لئے جو اپنے اپنے پسندیدہ مسالک، گروہ، اکابرین کے تحفظ میں غلط تاویلوں کے سہارے غلط روش پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ جو سویا ہو، اسے تو ٹھوکر سے جگایا جا سکتا ہے لیکن جس نے آنکھیں بند کر لی ہوں نہ جاگنے کیلئے، وہ تو شائد بروز قیامت ہی جاگے۔

راہ ہدایت میں حائل ظالم شیطان کا بڑا حجاب

ابلیس انسانیت کا ازلی مکار دشمن ہے جو نسل انسانی کی دائمی ہلاکت کے لیے ہر وقت کوشاں ہے۔اس کے پاس ہزاروں حربے اور داؤ ہیں۔اس کی چالوں میں سب سے بڑی چال صرف اور صرف یہی ہے کہ انسان کسی طرح حق بات (قرآن وسنت) سن ہی نہ پائے، کیونکہ ممکن ہے کوئی حق بات سُن کر اس پر سوچنا شروع کردے اور ہدایت کی طرف گامزن ہو جائے۔ہمارے مہربان رب نے حق سے دور رکھنے والے اس جان لیوا مرض کی مختلف انداز میں یوں نشاندہی کی:

﴿ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَمَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾(الزخرف:آیت:40)

"تو کیا آپ سنائیں گے بہروں کو اور راہ دکھائیں گے اندھوں کو اور ان کو جو پڑے ہوئے ہیں کھلی گمراہی میں"

ایسے لوگ جو بات نہیں سنتے، منہ پھیرتے ہیں انھیں مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ وَ الْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ﴾ (انعام: 36)

ترجمہ: "بے شک بات تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو (بات کو) سنتے ہیں اور رہے مردے، انہیں اٹھائے گا اللہ (قیامت کو ہی)، پھر سب اللہ ہی کی طرف لائے جائیں گے"

<u>اللہ تعالیٰ کا غصہ:</u> تعلیمات وحی سے روگردانی کرنے والے کو پروردگار نے سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾(السجدہ: 22)

"اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جسے اُس کے پروردگار کی آیات سے نصیحت کی جائے پھر وہ ان سے منہ موڑے، ایسے مجرموں سے یقیناً ہم انتقام لے کر رہیں گے"۔

<u>اصل جرم کا اعتراف:</u> بالآخر: دل، آنکھوں، کانوں کو بند کرنے اور اپنے اپنے فرقوں تک محدود رہنے کا خطرناک انجام ہو سکتا ہے۔چنانچہ بروز قیامت انسان اپنے اصل جرم کا اعتراف یوں کریں گے۔

﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ، فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾

"اور دوزخی کہیں گے کہ (ہائے کاش) اگر ہم بات سنتے ہوتے اور عقل سے کام لیتے تو آج دوزخیوں میں (شریک) نہ ہوتے۔ پس انھوں نے اپنے (اصل) جرم کا اعتراف کر لیا، اب لعنت ہے دوزخیوں پر" (سورۃ الملک:67،آیت:11-10)

باب ۱

اہمیت وضرورت

تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ عبادت کا مستحق اللہ کے سوا کوئی اور نہیں اور دین کی حقیقت خدائے واحد کی بندگی کا نام ہے۔جن وانس کی تخلیق کا مقصد ہی رب کی عبادت ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾(سورہ الذاریٰت:51 آیت:56)

''اورنہیں ہے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد سوائے اسکے (کوئی اور) کہ وہ میری بندگی کریں۔''

اسی الوہیت کی دعوت تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے دی جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾(الانبیاء،آیت:25)

''ہم نے (اے نبی ﷺ) تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اسے یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری ہی بندگی کرو''

چنانچہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ کی بابت ابوسفیانؓ سے پوچھا وہ تمہیں کیا کرنے کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیانؓ نے جواب دیا:

((یقول: اعبدوا اللہ وحدہ و لاتشر کوابہ شیاء واتر کوامایقول اباء کم و بامرنا بالصلوۃ و العضاف والعلت)) (صحیح بخاری کتاب بدالوحی)

''وہ کہتا ہے ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو تمہارے باپ دادا کہتے چلے آرہے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ وہ ہمیں نماز ادا کرنے، سچ بولنے،

پاکدامنی اختیار کرنے اور رشتے ناطے جوڑنے کا حکم دیتا ہے"۔

یہی وہ دعوت تھی جس پر لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے دشمن ومخالف ہوئے اور قتل کرنے پر اُتر آئے۔

آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کہنے لگے میرے بھائی کے بیٹے تیرا اپنی قوم سے کیا مطالبہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں ان سے صرف ایک کلمے کا تقاضا کرتا ہوں۔اگر یہ اسے تسلیم کرلیں تو سارا عرب ان کے سامنے ڈھیر ہوجائے اور عجم ان کی خدمت میں (مغلوب ہوکر) جزیہ لے کر حاضر ہوجائے۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے چچا تم سب کہہ دو۔(لا الہ۔۔۔۔۔) اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے۔

"اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا اور (ان) کافروں نے کہا یہ تو جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے۔اس نے تو سب معبودوں کا ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ بلاشبہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔" (ص،آیت:5-4)

درج ذیل واقعات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ لوگ جو دیگر انبیاء کرام سمیت آنحضور ﷺ کے دشمن ہوئے تھے،اسکی اصل وجہ توحید کی دعوت ہی تھی اور یہی ابنیاء علیہم اسلام کی بعثت کا بنیادی مقصد تھا۔

مشرکین الوہیت کی دعوت پر چڑ جاتے،آگ بگولہ ہوجاتے اور بالآخر انبیاء علیہم السلام کی جان کے درپے ہوجاتے۔اسی بات کی تصدیق ایک اور جگہ یوں آئی:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝﴾ (صافات،آیت:36-35)

"ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے اور

کہتے بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے کہیں ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں؟۔''

ایک اور مقام پر اسی قسم کی صورت حال کا تذکرہ یوں فرمایا گیا:

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰـہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ o............قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَ نَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ o﴾ (سورہ اعراف، آیت: 65-70)

''اور عاد کی طرف ہم نے انکے بھائی ہود کو بھیجا۔ اس نے کہا، اے برادران قوم! اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا تمھارا کوئی الہٰ نہیں............ انہوں نے جواب دیا کیا تو اسلئے آیا ہے کہ ہم بس اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کے وقتوں سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔؟''

دعوت الوہیت کی خاطر اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے شدید تکالیف اٹھائیں لیکن اس دعوت پر کوئی سودے بازی نہ کی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور انکے ساتھی مسلمانوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے صاف صاف کہہ دیا:

﴿اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗٓ﴾ (سورہ الممتحنہ آیت: 4)

''کہ ہمارا تم سے اور اللہ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سب سے کوئی تعلق نہیں، ہم تمھارے طریقے کو ماننے سے انکار کر چکے ہیں، اور ہمارے اور تمھارے درمیان ہمیشہ کیلئے بغض وعداوت کی بنا پڑ گئی ہے جب تک کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ سے دوٹوک الفاظ کے ذریعے عبادت کے معاملے

میں شراکت سے علیحدگی کا اعلان کروایا:

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝﴾

(سورۃ الکافرون، پارہ۔۳۰)

''(اے نبی) فرمادیجئے! اے کافرو میں ہرگز انکی عبادت نہیں کرتا جنکی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم عبادت کرنے والے ہواسکی جسکی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں انکی جنکی تم نے عبادت کی، اور نہ تم عبادت کرنے والے ہواسکی جسکی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمھارے لئے تمھارا دین (راستہ) اور میرے لئے میرا دین۔''

یعنی اس معاملے میں کوئی لچک نہیں، کسی کے ساتھ کوئی سودے بازی نہیں کیونکہ، یہی مقصدِ تخلیق اور دین کی حقیقت وروح ہے۔ ایک اور مقام پر اسی انداز سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے اعلان کروایا:

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝﴾

(سورہ یونس، آیت 104)

''کہہ دیجئے اے لوگو! اگر تمھیں ابھی تک شک ہے کہ میرا دین کیا ہے تو تمھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے سوا جنکی تم عبادت کرتے ہو میں انکی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری روحیں قبض کرتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں شامل ہوجاؤں۔''

اللہ اکبر! کس قدر زوردار انداز سے عبادت کی اہمیت یعنی دین کی اصل حقیقت کو بیان کردیا گیا

ہے۔ہم عجمی لوگ کلمے کا ورد بھی کرتے جاتے ہیں اور نا سمجھی کی بنا پر یا من مانی کرتے ہوئے خواہش نفس، مسلک و اکابرین کے تحفظ میں اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت بھی کرتے جاتے ہیں۔اسلئے قرآن و سنت اور اہل علم کی تحقیق کی روشنی میں اسکے مختلف پہلو قلمبند کئے جارہے ہیں،تا کہ سلیم الفطرت لوگوں کیلئے جو بچنا چاہیں انکے لئے بات واضح ہو سکے۔

عبادت میں شراکت بدترین شرک ہے۔اللہ کے سوا اوروں کی عبادت پر سخت ترین وعیدیں نازل ہوئی ہیں،جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا:

﴿لا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (بنی اسرائیل،آیت:23-22)

”اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا ورنہ بیٹھا رہ جائے گا تو ملامت زدہ اور بے یار و مددگار ہو کر اور فیصلہ کر دیا ہے تیرے رب نے کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اسی (ایک اللہ کی) کی اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو“

اس وضاحت کے بعد..........!

ایک حقیقی مسلمان کو سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ عبادت کیا ہے.....؟ اسکا معنی و مفہوم کیا ہے......؟ تا کہ یہ فعل کسی اور کے ساتھ منسوب کرنے یعنی شرک سے بچا جا سکے۔ظاہر ہے اس سے وہی بچے گا جو بچنا چاہتا ہے،جو سچا، مخلص اور سلیم الفطرت انسان ہے نہ کہ وہ جو آگ میں کودنا چاہتا ہے۔اگر خالق کی صحیح پہچان نصیب ہو جائے، منعم حقیقی کا کما حقہ ادراک ہو جائے تو پھر اللہ کی عبادت و توحید سے محبت اور شرک سے بیزاری ہو جاتی ہے،جیسا کہ پیارے رسول ﷺ نے اعلان فرمایا:

((و الله لا اعبد الات ابداً و الله لا اعبد العزیٰ ابداً)) (رواہ احمد،سندہ صحیح)

”اللہ کی قسم میں کبھی لات کی عبادت نہیں کروں گا، اللہ کی قسم میں کبھی عزیٰ کی

عبادت نہیں کروں گا“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:((من مات یجعل للہ ندا ادخل النار))(صحیح بخاری، کتاب الایمان)

(جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ترجمہ: ”آپ فرماتے ہیں کہ قرآن میں مجھے اس آیت سے زیادہ محبوب اور کوئی آیت نہیں (جس میں اللہ نے فرمایا:﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِهٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا﴾)

یقیناً اللہ جل جلالہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اسکے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمائے گا......“(جامع ترمذی، ابواب التفسیر، سورہ نساء)

اگر ہم راہ نجات کو اپنانا چاہیں تو مذکورہ فرمان میں ہمارے لئے پوری پوری رہنمائی موجود ہے۔

✡✡✡✡✡

باب ۲

عبادت کا معنی و مفہوم

قرآن مجید میں لفظِ عبادت کا اطلاق

عبادت ایک جامع اصطلاح ہے جو قرآن مجید میں ان معنوں میں مستعمل ہے۔

(۱) عبادت بمعنی اطاعت

(۲) عبادت بمعنی پوجا و پرستش

(۳) عبادت بمعنی دعا و مناجات و پکار

انکی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔

(۱)۔ <u>عبادت بمعنی اطاعت</u>: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ﴾ (التوبہ آیت: 31)

''اُن لوگوں (یہودیوں اور عیسائیوں) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا تھا اور مریم (علیہا السلام) کے بیٹے مسیح کو بھی، حالانکہ انھیں صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔''

یہاں علماء اور درویشوں کی حلال و حرام میں بغیر دلیل اطاعت کرنے کو انکی عبادت قرار دیا گیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰاهُ﴾ (جاثیہ، آیت:23)

: ''کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے۔''

یعنی اللہ کے احکامات کی پروا کئے بغیر خواہش نفس کی پیروی کرنا درحقیقت اپنے نفس کی عبادت کرنے کے مترادف ہے۔ معلوم ہوا کہ اطاعت وفرمانبرداری عبادت کا لازمی تقاضا ہے۔

اطاعت کے ضمن میں درج ذیل حقیقی نظریہ اللہ کے ساتھ شراکت سے دامن پاک کر دیتا ہے۔

> ''مطلقاً اطاعت صرف اللہ ہی کی ہے۔ انبیاء و رسل علیہم السلام نے اللہ ہی کے احکامات اللہ کی منشاء کے عین مطابق من وعن لوگوں تک پہنچائے نہ کہ اللہ کی منشاء کے خلاف کیا۔ بنیادی طور پر اللہ کے احکامات کو اللہ کے حکم کے مطابق اسکے رسولوں علیہم اسلام کے طریقے پر خالص اللہ کی رضا کیلئے بجا لانا ''اللہ کی بندگی'' ہے۔ اور اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنا شیطان کی بندگی ہے جسے طاغوت سے بھی تشبیہ دی گئی ہے۔ مزید یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی غیر مشروط پیروی ہے جبکہ غیر نبی کی پیروی مشروط (یعنی اطیعو اللہ واطیعو الرسول کی شرط پر) ہے۔ غیر نبی کی غیر مشروط پیروی انکی عبادت بن جائے گی۔''

معلوم ہوا ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ اور الٰہی مقصد سے ہٹا دے اسے دل میں بسا لینا دل کو بت خانہ بنا لینے کے مترادف ہے۔ ہوا وٴ ہوس کے مختلف شکلوں: قوم، نسل، کنبہ قبیلہ برادری کی رسوم، اسلام کی بجائے اپنے اپنے پسندیدہ گروہ کی بالادستی، اللہ و رسول ﷺ کی طرح بلکہ بڑھ کر اپنے پسندیدہ پیدائشی مذہبی اکابرین سے عقیدت ومحبت وغیرہ کے بت آج مسلمانوں کے دلوں میں آباد ہو چکے ہیں، اللہ ہمیں ان سے نجات دے۔ (آمین)

(۲) عبادت بمعنی پوجا و پرستش: پوجا و پرستش کا معنی یہ ہے کہ کسی کیلئے وہ مراسم ادا کئے جائیں جو بالعموم پرستش کی غرض سے ادا کئے جاتے ہیں جیسے: سجدہ و رکوع، طواف، دست بستا قیام، قربانی وغیرہ۔ پروردگار نے فرمایا:

﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (حم السجدہ، آیت:37)

”نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اس اللہ کو جس نے ان ساری چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو“

﴿ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴾ (سورۃ بقرہ، آیت 125)

”اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف و اعتکاف، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو۔“

پس پوجا و پرستش یعنی انتہا درجے کی ذلت و پستی کا حق دار صرف وہی ہے جس نے ہمیں پیدا کیا، خواہ یہ جسم (سجدہ و رکوع، طواف وغیرہ) کے ذریعے ہو یا قلبی و ذہنی جھکاؤ۔

(۳) عبادت بمعنی دعا و مناجات، فریاد رسی و پکار: مشکل مصیبت سے نجات کے لئے جائز اسباب جیسے: کسی نیک شخص سے دعا کرانا، دم کرانا، دوائی استعمال کرنا، زندگی میں ایک دوسرے کی مدد کرنا وغیرہ جائز و مستحسن ہے۔ لیکن جو شخص آپ کے سامنے موجود نہ ہو یا ظاہری اسباب کے تحت آپ کی بات نہ سن سکتا ہو.... اس صورت حال میں اللہ کے سوا کسی کو پکارنا یا اس کے سامنے اپنی مشکل پیش کرنا ”دعا“ کہلاتا ہے جو کہ عبادت ہے۔

عربی ڈکشنری القاموس کے مطابق ”دعا“ کے معنی: پکارنا، بلانا، سوال کرنا یا مدد کے لیے بلانا ہے اور اصطلاح شریعت میں ہر حال اور بالخصوص مصیبت و پریشانی میں اللہ جل جلالہ سے سوال کرنا یا اُسے

پکارنا ہے۔ غائب سے ایسی ہستی کو پکارنا اس یقین کے ساتھ کہ وہ میرے حالات سے واقف ہے اور مصائب وآلام دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے دُعا کہلاتا ہے اور یہ اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

غائبانہ پکار یا فریاد رسی کرنا عبادت کی وہ قسم ہے جسے **اللہ** نے قرآن مجید میں الفاظ بدل بدل کر دلائل سے بیان فرمایا ہے اور اسے اپنی عبادت اور حق قرار دیا ہے۔ قرآن وسنت کے واضح دلائل کے باوجود بھی لوگ شرک کی اس بدترین شکل میں مبتلا ہیں۔ مشکل ومصیبت کے حل وغیرہ کے لیے جو ہستی بظاہر آپ کے سامنے موجود نہ ہو ظاہری اسباب کے بغیر اُسے پکارنا یا فریاد رسی کرنا عبادت میں بدترین شراکت ہے چاہے ہاتھ اُٹھا کر ہو یا بغیر ہاتھ اُٹھائے۔ جیسا کہ پیارے رسول ﷺ نے خود اسکی تخصیص فرمائی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الدعآء هو العبادة)) ، ''دُعا عبادت ہی ہے یا دعا ہی اصل عبادت ہے''۔

(جامع ترمذی ''کتاب الدعوات'' حدیث نمبر 3372 ، سُنن ابی داوٗد 1479، سُنن ابن ماجہ 3828)

پھر اسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی اس بات کی دلیل میں یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۝﴾ (المومن۔آیت:60)

''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں داخل کیے جائیں گے ذلیل ہو کر''۔

مزید فرمایا:

((الدعاء صلاح المومن و عماد الدين)) (مستدرک،ص492،قال الحاکم والذھبی صحیح)

''پکارنا (دعا) مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور اسکی جڑ ہے۔''

((افضل العبادة هو الدعآء)). ''پکارنا افضل عبادت ہے۔''

(مستدرک، ص491، قال الحاکم والذهبی صحیح

اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

نوٹ: مذکورہ تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (''ظلم عظیم پر جامع رہنمائی'' اور ''توحید کا جامع تصور'')

عبادت کا مفہوم

عبادت کا مفہوم سمجھنے کیلئے درج ذیل آیت بڑی جامع ہے۔

﴿وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ﴾ (النحل: آیت۔36)

''اور تحقیق ہم نے ہر اُمت میں رسول بھیجا (یہ حکم دے کر) کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

یہاں ''عبادت'' کے ضد کا لفظ ''طاغوت'' استعمال کیا گیا ہے۔ طاغوت طغا سے ہے جسکا معنی سرکشی و بغاوت ہے جو کہ شیطان کی خصوصیت ہے۔ طاغوت سے مراد ہر وہ شخص گروہ یا ادارہ ہے جس نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی اختیار کی ہو۔ قرآن وسنت کی دیگر تعلیمات میں شیطان کو بھی طاغوت قرار دیا گیا ہے جسکی بنیادی صفات سرکشی، تمرد، استکبار وغیرہ ہیں اور ان صفات کی ضد ''عاجزی و پستی'' ہے۔ طاغوت کے ضد سے عبادت کا معنی متعین ہوتا ہے جو کہ جھکاؤ، عاجزی و پستی ہے۔ یعنی تابع ہو جانا، رام ہو جانا، کسی کا اسطرح مطیع و فرمانبردار ہو جانا کہ اسکی منشاء کے سامنے کوئی انحراف و سرتابی نہ رہے۔

ائمہ لغت کے مطابق

اہل لغت نے عبادت کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں، جس میں ائمہ لغت میں سے کسی کو بھی اختلاف

نہیں:

((اصل العبودیة الخضوع والتذلل))(لسان العرب)

''عبادت کا اصل اپنے آپ کو کسی کے آگے جھکانا اور پست کرنا ہے''

((لاعبادۃ التذلل قالہ الجمھور))(ابوحیان اندلسی،البحر المحیط،جلد۔۱،صفحہ:۲۳)

''عبادت کا مطلب پستی اور عاجزی ہے یہی جمہور کا قول ہے''

نوٹ: ہر قسم کی عاجزی عبادت نہیں، انشاءاللہ تفصیل آگے بیان کی جائے گی کہ عاجزی کی کون سی شکل عبادت ہے اور کونسی نہیں۔

علماء اور اصحاب تفسیر کے مطابق:

ائمہ لغت کے بعد اہل علم حضرات اور مفسرین کی تحقیقات سے استفادہ کرتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ:

((العبادۃ عبارۃ عن الفعل الذی یوتی بہ الغرض تعظیم الغیر وھی لا تلیق الا بمن صدر عنہ غایۃ الانعام))(تفسیر کبیر جلد۔۱ص۔۱۸۹)

''عبادت ایک ایسا فعل ہے جو دوسرے کی تعظیم کیلئے کیا گیا ہو اور یہ صرف اسی کیلئے سزاوار ہے جس سے انتہائی انعام ظاہر ہوا ہو۔''

علامہ علاؤالدین بغدادی رحمہ اللہ:

((العبادۃ اقصیٰ غایۃ الخضوع والتذلل وسمی العبد عبداً الذلتہ وانقیادۃ))

(تفسیر خازن،جلد۔۱ص۔۱۹)

''عبادت انتہائی جھکاؤ اور پستی کا نام ہے، غلام کو عبد اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ بالکل منقاد (مطیع وفرمانبردار) اور پست ہوتا ہے۔''

علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ:

''عبادت جھکاؤ کی اعلیٰ ترین شکل ہے اور وہ شرعاً یا عقلاً خدا کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں کیونکہ سب سے بڑا منعم ہونے کی وجہ سے وہی اسکا اصل مستحق ہے۔'' (روح المعانی، جلد۔۱،ص۔۵۱)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ:

''عبادت کے لغوی معنی پست ہونے کے ہیں۔۔۔۔اور شریعت میں اس سے مراد ایک ایسی چیز ہے جس میں انتہائی محبت کے ساتھ انتہائی خضوع اور خوف جمع ہو گیا ہو۔''

(تفسیر ابن کثیر، جلد۔۱،ص۔۲۵)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ:

((العبادۃ تجمع اصلین: غایۃ الحب بغایۃ الذل و الخضوع))(۔۔۔)

''عبادت کے دو اجزاء ہیں: انتہائی محبت، انتہائی عجز اور پستی۔''

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ:

''کسی کے سامنے انتہا درجے کا تذلل ظاہر کرنا'' اور ''تذلل'' کی وضاحت یوں فرمائی: ''تذلل کا مفہوم یہ ہے کہ تذلل کا اظہار کرنے والا اپنے آپ کو کمزور اور حقیر خیال کرے اور جس کے سامنے وہ اسکا اظہار کرتا ہے اسکو طاقت ور اور عظیم القدر جانتا ہو۔ اسی طرح اپنے آپ کو اسکے سامنے پست اور اسکا منقاد (مطیع وفرمانبردار) سمجھتا ہو اور اسکے حق میں اسکا اعتقاد یہ ہو کہ میں اسکا مسخر ہوں، اسکو مجھ میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار

حاصل ہے اور اسکا حکم مجھ پر نافذ ہے ''(حجۃ اللہ البالغہ: ح۔ا،ص238،مترجم،اگست،2006)

پس معلوم ہوا: عبادت کے مفہوم میں دو چیزیں داخل ہیں:

(ا)۔غایت تذلل یعنی انتہائی عاجزی اور ذلت، (۲)۔غایت تعظیم

لیکن اس اعتقاد کے ساتھ کہ معبود کو کلی تصرف اور قدرت حاصل ہے جس سے وہ میرے نفع ونقصان پر قادر ہے۔ساری کائنات میں کوئی بھی بلکہ ساری کائنات مل کر بھی اسکے فیصلوں میں رکاوٹ نہیں بن سکتی، وہی حقیقی اور مطلق سہارہ ہے جس پر کامل بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔اسکا حکم ہر صورت میں نافذ ہونے والا ہے۔جیسا کہ اس نے خود فرمایا:

﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝﴾(انعام۔آیت:17)

''اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو اس کے سوا اسے کوئی اور دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

اسی حقیقت کا ورد آپ ﷺ ہر نماز کے بعد کرتے:

﴿ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد﴾(صحیح بُخاری ''کتاب الاذان'' حدیث نمبر 844 ، صحیح مسلم:1342)

''اے اللہ جل جلالہ جس کو تو دے اس سے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔''

ہاں اسکے سامنے اپنی آرزؤں کی تکمیل کیلئے عاجزی کے ساتھ دعا کی صورت میں گریہ زاری کی جاسکتی ہے

لیکن اس پر کسی کی زور زبردستی نہیں۔

اس عقیدہ کے ساتھ اللہ کے سامنے اسکے ہر حکم کی تعمیل کیلئے اپنے آپ کو انتہائی حد تک بچھا دینا عبادت کہلاتا ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کو قرآن مجید میں خشیت، تضرع، انابت، خشوع وخضوع اور قنوت وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خوف وخشیت اور محبت دونوں صفات عبودیت کا جزو ہیں۔ اسکی بغاوت کا انجام ناکامی و نامرادی خوف وخشیت پیدا کرتی ہے۔ چونکہ وہ جابر و ظالم نہیں، بلکہ انتہائی شفیق، بے پایاں احسانات کرنے والا منعم حقیقی ہے، اسلئے عجز میں لازمی طور پر محبت کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اس نے اہل ایمان کی اس صفت کا ذکر یوں فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرہ۔آیت:165)

''اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت میں بڑے شدید ہوتے ہیں''

معبود میں درج ذیل دو بنیادی صفات کا ہونا لازمی ہے:

(۱)۔ عالم الغیب ہونا یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر منکشف ہو، لمحہ بھر کیلئے بھی کسی چیز سے غافل نہ ہونا۔

(۲)۔ مالک ومختار، متصرف فی الاموراور اقتدار اعلیٰ کا مالک، جسکا حکم ہر صورت نافذ العمل، جس پر کسی کی کوئی زور زبردستی نہ ہو۔

قرآن مجید جہاں بھی استحقاق عبادت و پکار کا ذکر آیا انہیں دو صفات کو اسکی علت (Cause) قرار دیا گیا جیسا کہ پروردگار عالم نے فرمایا:

﴿ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰی ۝﴾ (سورہ طٰہٰ،آیت:۶۔۷)

''جسکی ملکیت آسمانوں اور زمین اور انکے مابین اور (کرہ خاک) کے نیچے کی ہر چیز پر ہے۔ اگر تو اونچی بات کہے تو وہ تو ہر ایک پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز کو بھی بخوبی جانتا ہے۔''

﴿وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ٥﴾ (سورہ ھود ،آیت:۱۲۳)

”زمینوں اور آسمانوں کا علم غیب اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، تمام معاملات کا رجوع بھی اسی کی جانب ہے، پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو، اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں۔“

یعنی عالم الغیب اور متصرف فی الامور کی صفات کی بنا پر اسکی عبادت کا تقاضا کیا گیا۔

مافوق الاسباب اور تحت الاسباب امور

اس ضمن میں یہ بات ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ:

تحت الاسباب وہ امور ہیں جو قوانین طبیعہ یا قوانین فطرت کے تحت ہیں انہیں انسان کیلئے مسخر کر دیا گیا ہے، انسان ان میں جیسے چاہے اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے، ایجادات کے ذریعے ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن مافوق الاسباب امور وہ ہیں جو عقل کو عاجز کر دیں، قانون فطرت کو توڑ دیں، یہ معجزہ یا کرامت کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں تصرف وظہور کیلئے اللہ کے اذن یا نئے کلمہ کن کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں اللہ اپنی مشیت کے تحت ظاہر فرماتا ہے، ان میں انسان اپنی مرضی سے آزادانہ تصرف نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کا فعل ہے جس کا مظہر انبیاء واولیاء کرام بنتے ہیں، اپنی کوشش اور ارادے سے اس کا ظہور ممکن نہیں۔ اور جن حدود وقیود کے تحت اللہ تعالیٰ کسی پر خرق عادت امور کو ظاہر فرمائے اس سے ہٹ کر انسان اپنی مرضی سے تصرف نہیں کر سکتا۔

اہل اسلام کی تقویت کیلئے تو اللہ تعالیٰ نے کئی معجزات پیارے رسول ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے لیکن کفار کی معجزہ کیلئے بار بار تکرار کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر معجزہ ظاہر نہ فرمایا۔

- ﴿وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ

اَکۡثَرَھُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ o ﴾(انعام۔آیت:37)

''اور کہتے ہیں یہ لوگ کہ کیوں نہیں اتاری گئی اس رسول (ﷺ) پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے (اے نبی ﷺ) فرما دیجئے: بے شک اللّٰہ قادر ہے اس پر کہ اتارے کوئی نشانی مگر ان میں سے اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔''

اس ضمن میں تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (توحید کا جامع تصور)

پس! یہ بات واضح ہوگئی کہ:

''عبادت کا اصل جو ہر معبود کے متعلق بالخصوص مافوق الاسباب امور کے حوالے سے کامل آزادانہ قدرت وتصرف کا پختہ عقیدہ ویقین کا ہونا ہے۔یعنی ہر حال میں اللہ کی نظر اور قبضہ وقدرت میں ہونا۔اس عقیدہ کے تحت اپنے آپ کو کسی کے سامنے جھکا دینا، اسکا غلام بن جانا عبادت ہے۔ایسا تصرف اللہ کے سوا کسی میں عطائی طور ماننا بھی اسکی عبادت یا اللہ پر جھوٹ ہوگا، کیونکہ یہ لامحدود صفت صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے جو کسی کو عطا نہیں کی گئی۔''

چنانچہ امام ابن قیمؒ نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

((العبادہ عبارۃ عن الاعتقاد والشعور یان للمعبود سلطۃ غیبۃ یقدر بھا علی النفع والضرر فکل ثناء و دعاء و تعظیم بصاحبہ ھذ الاعتقاد والشعور فھی عبادۃ)) (مدارج السالکین،ص۔۴۰،جلد۔۱)

''عبادت اس اعتقاد اور شعور کا نام ہے کہ معبود کو ایک غیبی تسلط حاصل ہے، وہ نفع ونقصان پر قادر ہے، اسلئے ہر تعریف، ہر پکار اور ہر تعظیم جو اس مذکورہ اعتقاد وشعور کے ساتھ ہو وہ عبادت ہے۔''

نوٹ: یہ دیکھا گیا ہے کہ ظالم شیطان نے لوگوں کو معبود اور مخلوق کی صفات میں محض ذاتی عطائی، واجب

الوجود مستقل وغیر مستقل بالذات وغیرہ کی تفریق کی آڑ میں الوہیت میں شراکت کی دلدل میں دھکیل دیا ہے جسکی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''ظلم عظیم پر جامع رہنمائی'' میں پیش کردی ہے۔ مثال کے طور پر:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک دن ایک شخص نے سلسلۂ کلام آپ ﷺ سے کہہ دیا:

((مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ)) ''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں''۔

آپ ﷺ نے فوراً اس سے منع فرمایا اور کہا:

((جعلتی للّٰہ ندا، قل بل ما شاء اللّٰہ وحدہ')) (مُسند احمد حدیث نمبر 2611)

''تو نے مجھے اللہ کا ہمسر اور مقابل ٹھہرادیا، بلکہ یوں کہو جو صرف اکیلا اللہ چاہے۔''

یقیناً اس آدمی نے آپ ﷺ کو مستقل بالذات سمجھ کر یہ الفاظ نہیں کہے تھے۔ معلوم ہوا کہ کوئی بھی ایسے الفاظ یا اعمال جو شرکیہ ہوں ان کے ادا کرنے سے شرک سے مماثلت ہوگی چاہے ''مستقل بالذات'' سمجھ کرادا کیے جائیں یا ''غیر مستقل بالذات''، چونکہ مذکورہ بالا الفاظ تکوینی امور سے متعلق تھے اس لیے آپ ﷺ نے فوراً روک دیا۔؛ لٰہذا اس معاملے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

عبادت کا لفظ ساری شریعت پر حاوی ہے۔ بندہ اپنے معبود کو راضی کرنے، اسکے حکم کی تعمیل کیلئے جو کچھ بھی کرتا ہے ان سب کا محرک جذبہ عبودیت ہی ہے۔ عبادت کی روح دراصل ''عالم الغیب، قدرت کاملہ اور کلی تصرف واختیار'' کا تصور ہے۔ پس مذکورہ اعتقاد کے تحت تمام مشروع افعال؛ پاکیزگی وطہارت، صدقہ و خیرات، روزہ وقربانی، مسجد کو آنا، وضو کرنا، دوزانو بیٹھنا......... وغیرہ سب پروردگار کی عبادت میں داخل ہوں گے۔ جیسا کہ ہم اقرار کرتے ہیں:

((التحیات للّٰہ والصلوٰۃ والطیبات))

''یعنی تمام قولی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ ہی کے لیے ہیں۔''

<u>قولی عبادات:</u> تسبیح وتحلیل، تکبیر وتحمید، دعا ومناجات وغیرہ

بدنی عبادات: نماز، روزہ، اعتکاف، حج طواف وغیرہ

مالی عبادات: صدقہ وخیرات، زکوٰۃ، نذر ونیاز اور قربانی وغیرہ

پس مذکورہ اعتقاد کے ساتھ تمام نیک اعمال بجالانا اور برے اعمال سے بچنا عبادت ہے۔

عبادت کی معراج

اگر انسان کو اللہ کی صحیح معرفت نصیب ہو جائے، اسکی قدرت کاملہ، ربوبیت، رحمت اور حکمت کاملہ کا صحیح شعور پیدا ہو جائے تو انسان عبادت کی حقیقی لذت سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ اسکے نتیجے میں پیدا ہونے والا انتہائی خوف اور بے انتہا محبت اللہ کے سامنے آخری حد تک جھک جانے اور اپنے آپ کو اسکے حوالے کر دینے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ یوں انسان اپنے پروردگار کی یاد سے سکون حاصل کرتا ہے، اسکی نافرمانی سے بچتا ہے، اسکے ہر فیصلے پر راضی ہو جاتا ہے اور اسکے حکموں پر عمل پیرا ہونے کیلئے حریص ہو جاتا ہے۔ انسان کا ظاہر اور باطن دونوں اللہ کے مطیع وفرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ اللہ نے ایسے بندوں کے متعلق فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (سورۃ الحج، آیت:77)

”اے ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کے بندے بن کر رہو اور بھلائی کے کام کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

صحیح مسلم میں موجود حدیثِ جبریل (علیہ السلام) کے مطابق احسان کا مقام ((تعبد اللہ کانک تراہ)) یعنی تم اسطرح اللہ کی بندگی کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر یہ یقین ہو کہ وہ تو مجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ عبادت کا اعلیٰ مقام یعنی اسکی معراج یہی ہے کہ بندہ اللہ کی یاد اور اسکے تصور میں اتنا گم ہو جائے کہ وہ اپنے آپ کو اسکے قریب محسوس کرنے لگے۔ اللہ ہمیں یہ مقام نصیب فرمائے۔ (آمین)

باب ۳

مخلوقات کی عزت وتوقیر

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعظیم وتکریم، عزت و احترام وغیرہ تو اللہ کے سوا اوروں کا بھی مشروع ہے۔ پیارے رسول ﷺ کا ادب واحترام تو امت پر فرض اور ایمان کی شرط ہے۔ اسکے علاوہ والدین، اساتذہ وغیرہ کا بھی ادب احترام بھی لازم ہے۔ تو کیا یہ انکی عبادت تصور ہوگی.............؟

اس ضمن میں درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنے سے اللہ کی عبودیت یا الوہیت میں شراکت نہیں ہوگی۔

(ا)۔ اللہ کے سوا کسی کو غیر معمولی اختیار و تصرف کا حامل اور عالم الغیب سمجھتے ہوئے کہ وہ میری ہر پوشیدہ وظاہر کو جاننے والا ہے، اسکے لئے عاجزی وپستی اختیار کرنا، جھکنا، بوسہ دینا، قبر پر چادر چڑھانا، پھول چڑھانا، اسکی طرف سے نقصان پہنچنے اور فوائد رکنے کے اندیشہ وخوف سے اسکا مطیع و فرمانبردار ہو جانا........یقیناً اسے الوہیت کے درجے پر فائز کرنا قرار پائے گا۔ اگر یہ نیت یا جذبہ نہ ہو تو مخلوق کی عزت وتکریم اور شریعت کے دائرے کے تحت فرمانبرداری انکی عبادت تصور نہ ہوگی۔ اللہ کے احکامات کے تابع رہ کر مخلوق کی پیروی درحقیقت اللہ ہی کی پیروی کہلائے گی۔

قبور کے متعلق نبی رحمت ﷺ کی تنبیہات

ظالم شیطان کے فریب اور پرستش سے بچنے کیلئے قبروں کے حوالے سے کچھ اہم چیزیں بیان کرنا انتہائی ضروری ہے۔ چونکہ ہمیشہ سے ہی نسل انسانی نقصانات سے بچنے اور فوائد حاصل کرنے کی غرض سے ''اہل قبور'' کی عبادت میں مصروف رہی ہے، اسلئے پیارے رسول ﷺ نے ابتداً قبروں پر

جانے سے منع فرما دیا تھا بعدازاں توحید کی پختگی ہو جانے کے بعد اجازت دے دی جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اَب اُن کی زیارت کیا کرو، کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔"

(صحیح مُسلم "کتابُ الجنائز" حدیث نمبر **2259** ، سُنن ابن ماجہ "حدیث نمبر **1572**")

آپ ﷺ نے اجازت دی اور ساتھ ہی اجازت دینے کا مقصد بھی بیان فرما دیا کہ دنیا سے دِل اچاٹ ہو اور آخرت کی طرف رجحان پیدا ہو، یا دیگر فرامین کی روشنی میں اہل قبور کی سلامتی، عافیت اور مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔ قبروں پر جانے کا مقصد آپ ﷺ کی طرف سے صراحتاً بیان ہو جانے کے بعد کسی بھی کلمہ گو اہل ایمان کے لئے اس مقصد سے ہٹ کر کوئی اور غلط مقصد بنانے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

پس قبروں کی زیارت کو جانا، ان کے لیے دُعائے مغفرت کرنا، سلامتی کی دُعا کرنا، قبروں کا احترام کرنا، ان کے اوپر پاؤں نہ رکھنا وغیرہ بالکل درست ہے۔

لیکن افسوس کہ آج اہل قبور کی عبادت سمیت سب کچھ ہو رہا ہے جس کا خطرہ پیارے رسول ﷺ بڑی شدت سے محسوس کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کی کمال خیر خواہی فرماتے ہوئے اس ضمن میں اپنی زندگی کی آخری وصیتیں فرمائیں جن میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسولُ اللہ ﷺ مرضِ وفات میں مبتلا تھے تو بار بار اپنی چادر کو اپنے چہرہ مبارک پہ ڈالنا شروع کر دیا۔ اور جب چادر کی وجہ سے گھبراہٹ شروع ہو جاتی تو اُسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے اور اسی حال میں فرماتے جاتے:

((لعنت الله علی الیهود وا لنصاریٰ اتخذو قبور انبیا ئهم مساجدا))

"اللہ جلّ جلالہ کی لعنت ہو یہودیوں اور نصرانیوں (عیسائیوں) پر کہ اُنھوں نے اپنے انبیاء

علیہم السلام کی قبروں کو مساجد (سجدہ وعبادت گاہ) بنالیا تھا۔"

☆ سیدنا جُندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے 5 دن قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سُنا۔۔۔۔:

" خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کو مساجد (سجدہ و عبادت گاہ) بنالیا کرتے تھے۔خبردار! تم لوگ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔بے شک میں تمہیں اِس حرکت سے منع کرتا ہوں۔" (صحیح مُسلم "کتاب المساجد" نمبر 1188)

☆ سیدنا امام مالک رحمہ اللہ مشہور تابعی عطا بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

((اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذو قبور انبیا ئھم مساجدا))

"اے اللہ جل جلالہ میری قبر کو ایسا بُت نہ بنانا کہ اُسے پوجا جانے لگے۔ اللہ جل جلالہ کا غضب نازل ہوا اُن لوگوں پر جنھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد (سجدہ و عبادت گاہ) بنالیا تھا۔"

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ (یعنی اُن میں نوافل ادا کیا کرو) اور ﴿لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِی عِیْداً﴾ (میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنالینا)۔اور (ہر جگہ سے) مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔"

(سُنن ابی داود "کتاب المناسک" نمبر 2042)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے حوالے سے اتنی سختی اسلئے فرمائی کیونکہ شیطان نے لوگوں کو نیک بزرگ اہل قبور کی عبادت پر اکسایا تھا۔قرآن مجید میں مشہور بت 'لات' کا ذکر کیا گیا ہے۔صحیح بخاری ج ۲،

ص ۱۲۷ کے تحت: ''یہ ایک نیک آدمی تھا جو حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا۔'' امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی ۷۷۴ھ) نے اسکی بابت لکھا:

((فلما مات عکفوا علیٰ قبرہ فلیعبدوہ))(ابن کثیر ج۴،ص ۲۵۳)

''جب اسکی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اسکی قبر پر اجتماع شروع کر دیا اور اسکی عبادت ہونے لگی۔''

اسی ضمن میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

''ان مشرکوں نے یہ اصنام اور اوثان اپنے پیغمبروں کی صورتوں پر بنائے تھے اور انھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ جب وہ انکی مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اکابر اور بزرگ انکے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرتے ہیں اور اسکی مثال اِس زمانہ میں یہ ہے کہ بہت سے لوگ بزرگوں کی قبروں کی اس اعتقاد کے تحت تعظیم کرتے ہیں کہ اس طریقہ سے وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کرتے ہیں۔'' (تفسیر کبیر، جلد۔۴،ص۔۸۱۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ (المتوفیٰ۔1176ھ) فرماتے ہیں:

''جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور بدکاری کا گناہ اس سے کم تر ہے۔ آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے؟ جو لوگ لات اور عزیٰ سے حاجتیں طلب کرتے تھے اُن لوگوں کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس طرح مختلف تھا؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اُن کے برعکس اِن لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں۔''

(حجۃ اللہ البالغہ: حصہ اول،ص 51،مترجم، مطبوعہ الفیصل ناشران، اگست، 2006)

اسی قسم کے کاموں میں امت مسلمہ کے ملوث ہونے کی خوفناک پیشین گوئی پیارے رسول ﷺ پہلے

ہی کر چکے ہیں۔اس سے آگاہی حاصل کریں شائد کہ محاسبہ اور ظالم دشمن شیطان سے بچنے کی فکر پیدا ہو سکے۔ چنانچہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

﴿لتتبعن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر و ذراعاً بذراع حتىٰ لو سلكوا جحر ضب لسلكتموه قلنا يا رسول الله اليهود و النصارى؟ قال فمن؟﴾

(صحیح بُخاری ''کتابُ الاعتصام'' حدیث نمبر 3456 ، صحیح مسلم ''کتابُ العلم'' حدیث نمبر 6781)

''یقیناً تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کے پیچھے چل پڑو گے جس طرح بالشت، بالشت کے ساتھ اور ہاتھ، ہاتھ کے ساتھ (برابر ہوتا ہے) حتیٰ کہ اگر پہلے لوگوں نے کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے کا (بے ہودہ اور فضول) کام کیا تو تم بھی اُن کے پیچھے چلو گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ اُن پہلے لوگوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی (عیسائی) ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:''اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہیں۔۔؟ ''

آپ ﷺ کی امت میں سے کون سابقہ اقوام و ملل کے طریقوں پر چلتے ہوئے شرک کا مرتکب ہو رہا ہے اور کون نہیں اس میں الجھنا ہمارا مقصد ہرگز نہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ آنحضور ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو چکی ہے اور شرک کی جتنی اقسام سابقہ اقوام میں پائی جاتی تھیں افسوس کہ ان کا بڑا حصہ مسلمانوں میں موجود ہے۔صرف شکلوں میں تبدیلی ہوئی ہے لیکن ظالم شیطان نے کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو بھی اس ظلم میں ملوث کر دیا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اس غلاظت کو پہچان کر اس سے اپنا دامن پاک کیا جائے۔آئیں ہم سب اپنا اپنا محاسبہ کریں اور محتاط رویہ اپناتے ہوئے زندگی بسر کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں پیارے رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شیطان کی عبادت سے محفوظ فرماتے ہوئے اپنی عبادت کی لذت سے بہرہ مند فرمائے۔(آمین)

(۲)۔ قانون اور قاعدے کے تحت مخلوق کی عزت و توقیر اور ان سے عقیدت و محبت انکی عبادت

نہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ حد سے تجاوز نہ کیا جائے،مخلوق کومخلوق اور خالق کوخالق کا درجہ دیا جائے۔مخلوق کی عزت وتوقیر میں قرآن وسنت کی تعلیمات کوملحوظ رکھا جائے۔انتہا درجے کا تذلل صرف خدا کے سامنے کیا جائے جواس لائق ہے جس نے تمام مخلوقات کووجود عطا کیا۔

(۳)۔ توحید کی آخری درجے میں تکمیل کیلئے کچھ تعظیمی افعال امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مطلقاً ممنوع کردیئے گئے ہیں جیسے 'سجدہ'، 'رکوع'، 'طواف'، 'قسم لغیر اللہ'......... وغیرہ۔تعظیم کی نیت سے بھی غیر اللہ کیلئے انہیں ممنوع کردیا گیا ہے۔

شاہ عبدلعزیزؒ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں کہ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت میں فارق صرف نیت ہے یعنی اگر عقیدہ مشرکانہ کے تحت اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کیا تو عبادت ہوگا اگرچہ کرنے والا زبان سے اسے سجدہ تعظیمی ہی کہے۔اگر مشرکانہ عقیدہ کے تحت نہیں کیا تو پھر تعظیمی ہوگا جو کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حرام ہے۔

دست بستا قیام کے ضمن میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیۃ لذالک)) (جامع ترمذی کتاب الادب،نمبر:۲۷۵۴،سندہ صحیح)

''صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص زیادہ محبوب نہ تھا،اس کے باجود جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ اسے ناپسند کرتے ہیں۔''

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((خرج رسول اللہ متکئا علی عصا، فقمنا لہ، فقال: ''لا تقوموا کما یقوم الا

عاجم یعظم بعضها بعضاً))(ابوداود،نمبر:۵۲۳۰،مشکوٰۃ کتاب الادب)

''رسول اللہ ﷺ لاٹھی کا سہارہ لے کر باہر تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر کھڑے ہو گئے،آپ ﷺ نے فرمایا:'تم ایسے نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم میں کھڑے ہوتے ہیں۔''

اس روایت کی سند کمزور ہے لیکن بیان کردہ مضمون صحیح احادیث کی موافقت میں ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوء مقعده من النار))

(جامع ترمذی،نمبر:۲۷۵۵،مشکوٰۃ کتاب الادب،سندہ حسن)

''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ لوگ اسکے سامنے کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

نوٹ: کسی کیلئے اٹھ کر اپنی جگہ پر دست بستا قیام کی طرح کھڑے ہو جانا تو منع ہے البتہ کوئی کسی کو ملنے آئے تو استقبال کیلئے اسے سلام دعا کرنا،مصافحہ ومعانقہ کرنا احادیث کی روشنی میں جائز ہے۔

(۴)۔ ریاکاری کو بھی شرک سے تعبیر کیا گیا ہے،جو عمل اخلاص سے خالی ہو،یعنی احکامات الٰہی کو اللہ کی رضا کی بجائے کسی اور کی رضا کی خاطر بجالانا بھی عبادت میں شراکت متصور ہوگا۔

''حضرت ابوسعد خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک بڑے خطرے سے آگاہ نہ کروں جو میرے نزدیک دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے،صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں،آپ ﷺ نے فرمایا:

((الشرک الخفی یقوم الرجل فیصلی فیزین صلاته لما یریٰمن نظر رجل))

''شرک خفی یعنی کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور وہ نماز کو اسلئے سنوار کر پڑھ رہا ہو کہ کوئی

دوسرا شخص اسے دیکھ رہا ہے۔‘‘ (مسند احمد)

اسی لئے خالق کائنات نے نسل انسانی کو زوردار انداز سے تاکید کی کہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری اور بندگی خالص کر کے محض اسی کیلئے کی جائے۔

﴿اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ۞ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ۞﴾ (سورہ زمر، آیت: 3-2)

’’بلاشبہ ہم ہی نے نازل کی ہے تمھاری طرف یہ کتاب برحق، پس اسی (اللہ) کی بندگی کرو خالص کرتے ہوئے اپنے دین (اطاعت وبندگی) کو۔ جان لو اللہ ہی کا حق ہے خالص دین (اطاعت وبندگی) اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا کارساز بنائے ہیں وہ کہتے ہیں ہم نہیں کرتے انکی عبادت مگر صرف اس غرض سے کہ یہ ہمیں اللہ کا قرب دلائیں کسی درجہ میں، بے شک اللہ فیصلہ فرمادے گا انکے مابین جس میں یہ اختلاف کررہے ہیں، بلاشبہ اللہ نہیں دکھاتا راہ ایسے شخص کو جو جھوٹا اور منکر حق ہو ‘‘

مزید فرمایا:

﴿قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ۞﴾ (سورہ زمر، آیت: 11)

’’(اے نبی) کہہ دیجئے بے شک مجھے خود یہی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کروں اپنے دین (مکمل اطاعت) کو خالص کرتے ہوئے صرف اسی (اللہ) کیلئے‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

باب ۴

عبادت اور اسکے تقاضے

عبادت درحقیقت دل میں پیدا ہونے والے جذبہ وکیفیت کا نام ہے جبکہ اطاعت وفرمانبرداری اسکے خارجی مظاہر وتقاضے ہیں۔مثلاً محبت کا جذبہ اصلاً دل میں پیدا ہوتا ہے، پھر اسکے کچھ خارجی مظاہر ہوتے ہیں جیسے محبوب کی دعوت کرنا، اسے تحفے دینا وغیرہ۔اب اگر کوئی محبت کو اسطرح بیان کرے:

''محبت نام ہے دعوت کرنے اور تحفے دینے کا''

تو یہ بات درست نہ ہوگی کیونکہ دعوت کرنا، تحائف دینا محبت کا تقاضا ہے، جبکہ محبت دل میں پیدا ہونے والے جذبہ وکیفیت کا نام ہے۔اسی طرح عبادت اصلاً دل میں پیدا ہونے والا وہ جذبہ تعظیم وتذلل ہے جو کسی ہستی کے بے پناہ کلی اختیار اور محیط کل علم غیب کے اعتقاد سے پیدا ہوتا ہے۔اسی عظمت وکمال کے نتیجے میں پوجا وپرستش کے وہ افعال مقرر ہوتے ہیں جنہیں عابد اپنے دلی جذبات کے اظہار کیلئے اختیار کر لیتا ہے۔جس ہستی کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہ ہمارے ہر نفع ونقصان پر مکمل طور پر غالب ہے اور اسکے علم سے کوئی ذرہ بھی باہر نہیں تو اسکے حکم سے سرتابی کیسے ہوسکتی ہے۔؟

عبودیت میں شراکت کی شکلیں

درج ذیل صورتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے منافی اور شرک کا سبب ہوں گی:

☆ اللہ کے سوا کسی میں غیر معمولی، کامل قدرت وتصرف ماننا جو ہر شے کو محیط ہو، اس سے امید یا خوف رکھنا کہ اسے میری زندگی میں ہر طرح کا تصرف حاصل ہے۔

☆ اللہ کے علاوہ کسی کیلئے انتہا درجہ کا خضوع وتذلل، تعظیم اختیار کرنا۔

☆ اپنی خواہش نفس اور شیطان کی غلامی اختیار کرتے ہوئے نفس وشیطان اور خواہشات کی محبت میں اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی مستقل طور پر اپنا لینا۔ کبھی کبھار بھول چوک ہوجانا گناہ کے زمرے میں آئے گا، جبکہ مستقل نافرمانی نفس وشیطان کی عبادت ہوگی۔

☆ اللہ ورسول ﷺ کی تعلیمات سے بے نیاز ہوکر حلت وحرمت کے اختیار کسی کو سونپ دینا۔

☆ دینی احکامات میں ریاکاری کرنا، اخلاص کا نہ ہونا۔

☆ نذر ونیاز، قربانی، اور دیگر رسوم عبادات کا مستحق اللہ کے سوا کسی کو ٹھرانا۔

☆ غائب سے پکار یعنی دعا، فریادرسی ومناجات اللہ کے سوا کسی سے کرنا۔

خلاصہ عبادت

عبادت دو چیزوں پر مشتمل ہے:

(۱) ایک اس کا ظاہر یعنی جسد اور (۲) دوسری اسکی اصل حقیقت یعنی اسکی روح۔

''عبادت کا 'جسد' عبادت کے مراسم (مراسمِ عبودیت) یعنی: دست بستا قیام، رکوع، سجدہ، طواف .... یعنی ہمہ تن اطاعت وغلامی ہے۔ وہ شئے جو 'جسد' کو عبادت بناتے ہوئے اللہ کے سامنے رام کردیتی ہے وہ اسکی اصل حقیقت یعنی روح ہے۔ اور اس روح سے مراد: خاص عقیدہ ونظریہ یا تصور ہے کہ: وہ ہستی عالم الغیب، قادر مطلق ہے جسے میری ذات سمیت ساری کائنات میں کامل تصرف حاصل ہے۔ چنانچہ حد درجہ خشیت ومحبت کے جذبہ سے سرشار ہوکر ادا کیے جانے والے 'مراسمِ عبودیت' اور 'مطلق اطاعت' عبادت بن جاتی ہے۔ مطلق اطاعت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، مخلوق کی ایسی اطاعت جو اللہ کی اطاعت سے آزاد یعنی مستقل بالذات اطاعت ہو، وہ شرک کہلائے گی۔''

انسانوں میں سے اللہ کے حکم پر کما حقہ سر تسلیم خم کرنے والے خوش نصیب انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، اطاعت

واتباع کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اذن سے دوسرے انسانوں کیلیئے انبیاء کرام علیہم السلام کو نمونہ اور معیار بنایا اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا:

((وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ))(النساء۔آیت:64)

''اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے وہ اس لیے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

حقیقت کے اعتبار سے قرآن وسنت نے ہر کسی کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے تابع کرنے کا حکم دیا ہے۔

دیگر الفاظ میں

''جذبہ خشیت ومحبت سے سرشار ہو کر کسی کے سامنے عاجزی وپستی اختیار کرنا اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ عالم الغیب ہے یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر منکشف ہے اور اسکو کلی تصرف اور قدرت حاصل ہے۔اپنے آپ کو اسکے سامنے پست اور اسکا منقاد (مطیع وفرمانبردار) سمجھنا اور اسکے حق میں یہ اعتقاد ہونا کہ میں اسکا مسخر ہوں، اسکو مجھ میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے اور اسکا حکم مجھ پر نافذ ہے اور کوئی اسکے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتا، وہی حقیقی اور مطلق سہارہ ہے جس پر کامل بھروسہ کیا جاسکتا ہے 'عبادت' کہلاتا ہے جو کہ صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کا حق ہے۔''

آسان الفاظ میں

''جذبہ خشیت ومحبت سے سرشار ہو کر اس عقیدہ ونظریہ کے ساتھ کسی کا مطیع وفرمانبردار ہو جانا، اسکے سامنے عاجزی وپستی اختیار کر لینا، اسی پر مکمل بھروسہ کرنا، اسے اپنا کارساز بنالینا کہ وہ میرے سیاہ وسفید پر مکمل (بالخصوص مافوق الاسباب) قدرت رکھنے والا ہے اور میرا فائدہ ونقصان اسی کے ہاتھ میں ہے، عین عبادت ہے۔''

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا۝﴾ (سورہ المزمل، آیت:9)

''وہ مشرق ومغرب کا رب ہے، اسکے سوا کوئی الہٰ نہیں، پس اسی کو اپنا کارساز (سارے

معاملات کا کفیل و ذمہ دار) بنا لیجئے۔''

عبادت کا لفظ ساری شریعت پر حاوی ہے۔ بندہ اپنے معبود کو راضی کرنے، اسکے حکم کی تعمیل کیلئے جو کچھ بھی کرتا ہے ان سب کا محرک جذبہ عبودیت ہی ہے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَ تْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾

اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اِس کی ہدایت دی اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے ہیں۔''

﴿وما علینا الا البلاغ﴾

ہماری اہم تحاریر

کتاب نمبر	ٹائٹل	کتاب نمبر	ٹائٹل
1	ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور ہدایت کسے نصیب ہوگی؟)	2	قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ)
3	امت مسلمہ کا اخلاقی زوال: (زوال کی بنیادی وجوہات اور نجات کا یقینی حل)	4	قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟
5	راہ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (دنیا پرستی اور نفس وشیطان کے حجابات پر حقائق)	6	رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی: رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی پر آگاہی)
7	توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی)	8	عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ)
9	ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: غلاظت شرک پر جامع رہنمائی)	10	کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل)
11	طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی)	12	مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ)
13	امت اسلامیہ کا اتحاد: (اتحاد و یکجہتی اور فرقہ واریت کی نحوست پر انتہائی اہم تحریر)		

کتابچے (Booklets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم کتابوں کی بجائے کتابچوں کی شکل میں مختصر تحاریر

1	ایمان ایک زندہ حقیقت (انمول تحفہ)	2	زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟
3	مقصدِ حیات	4	انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشِ نفس)
5	بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی وجوہات؟	6	اوامر ونواہی کی لسٹ
7	تلاشِ رب (اللہ کے قُرب کا یقینی راستہ)	8	تلاشِ خالق (وجودِ خالق کے یقینی دلائل)
9	توحید (لا الٰہ الاّ اللہ)	10	رسالت (محمد الرسول اللہ)
11	حقوق العباد	12	پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل
13	پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد و عورت کیلئے قرآن وسنت کے احکامات)	14	اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی)

پمفلٹ اور بروشرز

مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر: پمفلٹ اور بروشرز وغیرہ۔

استفادہ کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

﴿آئیں دنیا وآخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں انکی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اسکا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

- اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔
- جس مکتب فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی ملے اسے بلا چون و چراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔
- باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔
- شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا﴾ (آل عمران: 103)

ترجمہ: ''تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو''

﴿اِنَّ الَّـذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَہُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ‌ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت: 159)

ترجمہ: ''بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ انکو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

(khidmat777@gmail.com)
(engrmuhammadarshad@yahoo.com)
www.khidmat-islam.com